سوال

خطبے کے دوران سامعین کا باآواز بلند تکبیر و تسبیح کہنا

جواب

سوال 1 : جمعہ کی نماز میں خطبے کے دوران ایسی بات کہہ دے جس پر، سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، استغفراللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے تو کیا جائز ہے۔ کیونکہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جمعہ کے خطبے کے دوران دو آدمی بات کر رہے ہوں تو تیسرا اگر

جواب : شیخ صالح المنجد سے اس بارے جب سوال ہوا تو انہوں نے یوں جواب دیا :

جمعہ کے روز دوران خطبہ خاموش رہنے اور کلام کرنے کا حکم

سوال : میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے گیا، لیکن جب بھی کوئی نماز مسجد میں آیا اس نے سلام کیا اور نمازیوں نے سلام کا جواب دیا، بلکہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا اس نے بھی سلام کا جواب دیا، اور جب خطبہ شروع ہوا تو بعد میں آنے والے نمازی نے سلام کیا اور خطیب نے آہستہ سے اس کا جواب دیا، کیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

الحمد للہ :

دوران خطبہ آنے والے شخص کو خاموش رہنا چاہیے، اور کسی دوسرے کے ساتھ کلام کرنا جائز نہیں، حتی کہ کسی شخص کو خاموش کرانے کے لیے بھی کلام نہیں کی جا سکتی، جو شخص بھی ایسا کرتا ہے، اس نے لغو اور فضول کام کیا، اور جس شخص نے فضول اور لغو کام کیا اس کا جمعہ ہی نہیں ہوا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جمعہ کے روز خطیب کے خطبہ کے دوران اگر آپ نے اپنے ساتھی خاموش ہونے کا کہا تو آپ نے لغو اور فضول کام کیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (892) صحیح مسلم حدیث نمبر (851)۔

اور اسی طرح شرعی سوال کا جواب دینا بھی ممنوع ہے، چہ جائیکہ کسی دنیاوی امور میں کلام کی جائے۔

ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو خطاب کرنے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت تلاوت کی اور میرے پہلو میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ بیٹھے ہوئے تھے، میں نے انہیں کہا :

اے ابی ذرا یہ تو بتاؤ کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تھی ؟

توابی رضی اللہ تعالی نے میرے ساتھ بات کرنے سے انکار کردیا، میں نے پھران سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھ سے بات نہ کی، حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر آئے تو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ مجھ سے کہنے لگے :

آپ کو اس جمعہ سے کچھ حاصل نہیں ہوا سوائے اس کے جو آپ نے لغو کام کیا ہے، اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ سے فارغ ہو چکے تو میں نے آکر انہیں یہ سب کچھ بتایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

"ابی بن کعب نے سچ کہا ہے، جب تم اپنے امام کو خطبہ دیتے ہوئے سنو تو اس کے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموشی اختیار کرو"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1111) مسند احمد حدیث نمبر (20780) بوصیری اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے تمام المنۃ صفحہ نمبر (338) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

یہ حدیث جمعہ کے روز امام کے خطبہ کے دوران خاموش رہنے، اور کلام کرنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے ز

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

ہر علاقے کے فقہاء میں خطبہ سننے والے کے لیے دوران خطبہ خاموش رہنے کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں۔

دیکھیں : الاستذکار (43/5)۔

بعض نے شذوذ اختیار کرتے ہوئے وجوب کی مخالفت کی ہے، اور ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

خطبہ میں خاموش رہنے کے حکم کے متعلق ابن رشد رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

"اور جو اسے واجب قرار نہیں دیتا، میرے علم میں تو ان کا کوئی شبہ نہیں، صرف اتنا ہے کہ ان کے خیال میں مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی میں دلیل خطاب معارض ہو :

اور جب قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو تم اسے سنو اور خاموش رہو ۔

یعنی قرآن کے علاوہ کسی میں خاموش رہنا واجب نہیں، اور اس قول میں ضعف ہے، واللہ اعلم۔

اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان تک یہ حدیث نہیں پہنچی ہوگی۔

دیکھیں : بدایۃ المجتہد (389/1)۔

ضرورت یا مصلحت کی خاطر اس سے نمازیوں کا امام کے ساتھ اور امام کا نمازیوں کے ساتھ کلام کرنا مستثنی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوگئے، ایک روز جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا : اے اللہ تعالی

کے رسول مال وجانور ہلاک ہورہے ہیں، اوبچے بھوکے ہیں، اللہ تعالی سے ہمارے لیے دعاء فرمائیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بلند کیے اس دن بارش ہوئی اوراس کے دوسرے اور تیسرے دن اورچوتھے دن حتی کہ اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، اور وہی یا کوئی اور اعرابی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر منہدم ہورہے ہیں، اورمال غرق ہونے لگا ہے، اللہ تعالی سے ہمارے لیے دعا فرمائیں، تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بلند فرمائے

صحیح بخاری حدیث نمبر (891) صحیح مسلم حدیث نمبر (897)۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا اوربیٹھ گیا تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں کیا تم نے نماز (تحیۃ المسجد) ادا کی ہے؟ تواس نے نفی میں جواب دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھ کردو رکعت ادا کرو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (888) صحیح مسلم حدیث نمبر (875)۔

اس طرح کی احادیث سے جس نے نمازیوں کا آپس میں کلام کرنے اورخاموش نہ رہنے پر استدلال یا ہے اس کا استدلال صحیح نہیں۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اورانہوں نے جواس سے حجت پکڑی ہے: احتمال ہے کہ یہ امام کے ساتھ کلام کرنے والے کے ساتھ خاص ہو، یا پھر جس سے امام کلام کرے؛ کیونکہ اس سے خطبہ سننے میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا تھا: "کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟" تواس شخص نے جواب دیا۔ اوردوران خطبہ عثمان رضی اللہ تعالی کے آنے پر عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان سے دریافت کیا توانہوں نے جواب دیا۔ توسب احادیث میں جمع اور موافقت کرتے ہوئے اس پر محمول متعین ہوا، اور کسی غیر کا اس پر قیاس صحیح نہیں، کیونکہ امام کی دوران خطبہ کلام نہیں ہوتی، کسی دوسرے کے خلاف"۔

دیکھیں: المغنی (85/2)۔

اوررہا مسئلہ چھینک والے اورسلام کا دوران خطبہ جواب دینا، تواس میں اہل علم کا اختلاف ہے:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی "سنن ترمذی" ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث: "جب تونے اپنے ساتھ کوخاموش ہونے کا کہا....."

ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

چھینک اورسلام کا جواب دینے میں اختلاف کیا ہے، بعض اہل علم نے خطیب کے دوران خطبہ چھینک والے اورسلام کا جواب دینے کی رخصت دی ہے، امام احمد، اسحاق رحمہما اللہ قول یہی ہے۔ اور تابعین وغیرہ میں بعض اہل علم نے اسے ناپسند کیا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہی ہے۔

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے:

" علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق دوران خطبہ چھینکنے والے اورسلام کا جواب دینا جائز نہیں، ان دونوں سے کلام ہوئی ہے، اورحدیث کے عموم کے مطابق دوران خطبہ کلام ممنوع ہے"۔

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (242/8)۔

اور ایک دوسرے فتوی میں ہے:

"جمعہ کے روز دوران خطبہ آنے والا شخص جب خطبہ سن رہا ہو تو اس کے لیے سلام کی ابتدا کرنی جائز نہیں، اور دوران خطبہ مسجد میں بیٹھے ہوئے افراد کے لیے بھی سلام کا جواب دینا جائز نہیں"۔

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (243/8)۔

اور ایک دوسرے فتوی میں ہے:

جب خطیب جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو تو دوران خطبہ کلام کرنا جائز نہیں، لیکن کسی سبب کی بنا پر اگر کسی شخص سے خطیب مخاطب ہو تو وہ کلام کر سکتا ہے"۔

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (244/8)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" دوران خطبہ سلام کرنا حرام ہے، اس لیے دوران خطبہ مسجد میں آنے والے شخص کے لیے سلام کرنا جائز نہیں ہے، اور سلام کا جواب دینا بھی حرام ہے"۔

دیکھیں: فتاوی ابن عثیمین (100/16)۔

اور شیخ البانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

"اگر کوئی قائل یہ کہے: "خاموش رہو" یہ لغوی طور پر تو لغو اور فضول شمار نہیں ہو گا، کیونکہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شامل ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لغو اور ناجائز قرار دیا، یہ اہم کی ترجیح کے لیے ہے، وہ یہ کہ خطبہ کے لیے خاموشی اختیار کی جائے یہ دوران خطبہ امر بالمعروف سے زیادہ اہم ہے۔ اور اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر جو چیز بھی امر بالمعروف کے مرتبہ میں ہو اس کا حکم بھی امر بالمعروف والا ہی ہو گا، اور اگر وہ چیز رتبہ میں اس سے کم ہو تو وہ کیسے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بالاولی اور زیادہ ممانعت کے لائق ہو گی اور شرعا یہ لغو اور فضول ہے۔

دیکھیں: الاجوبۃ النافعۃ صفحہ (45)۔

خلاصہ یہ ہوا کہ:

خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے والے شخص پر امام کا خطبہ سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، اس کے لیے دوران خطبہ کلام کرنا جائز نہیں، لیکن جو شرعی دلیل میں خطیب کے ساتھ کلام کرنا استثناء ہے یا امام کی کلام کا جواب دینا، یا جس کی ضرورت پیش آجائے، مثلا کسی اندھے کو گرنے سے بچانا وغیرہ۔

سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا بھی اسی ممانعت میں شامل ہے، کیونکہ امام کے ساتھ بھی اس کلام کی اجازت ہے جس میں کوئی مصلحت یا ضرورت ہو، اور سلام کرنا اور اس کا جواب دینا اس میں شامل نہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" امام کے لیے بغیر کسی مصلحت کے مقتدی سے کلام کرنا جائز نہیں لہذا مصلحت کا نماز وغیرہ جس کے متعلق کلام کرنا بہتر ہو کا ہونا ضروری ہے ، لیکن اگر امام بغیر کسی مصلحت کے کلام کرتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ اور اگر کسی ضرورت اور حاجت کی بنا پر ہو یہ بالاولی جائز ہے ، ضرورت میں یہ ہے کہ دوران خطبہ سامع پر کسی جملہ کا معنی مخفی رہ جائے تو وہ سوال کر سکتا ہے ، اور یہ بھی ضرورت میں شامل ہے کہ : امام اور خطیب کسی آیت میں غلطی کر رہا ہے جس سے معنی بدل جائے ، مثلا آیت کا کچھ حصہ ہی رہ جائے وغیر تو مقتدی اس کی تصحیح کر سکتا ہے ۔ اور مصلحت حاجت اور ضرورت کے علاوہ ہے ، مثلا لاوڈ سپیکر کی آواز خراب ہو جائے تو امام بول کر سپیکر صحیح کرنے والے کو مخاطب کر سکتا ہے ، کہ لاوڈ سپیکر کو دیکھیں کیا خرابی پیدا ہوئی ہے " ۔

دیکھیں : الشرح الممتع (140/5)۔

واللہ اعلم ۔

الاسلام سوال وجواب